© rasailojaraid.com

دعویٰ کرنے، اپنے مجبور ہونے کا گلہ کرنے اور اپنی سزا پر اعتراض کرنے کا اختیار کہاں سے مل گیا؟

پانچویں بات یہ کہ انسان کو مجبوری کی تہمت سے بچانے اور با اختیار کرنے کے لیے اگر یہ ضروری ہو کہ اس کے اعمال کا علم اللہ کو نہ ہو، یا وہ اس کی مشیت و اجازت کے بغیر کوئی کام کر سکے، تو مجبوری کی یہ تہمت خود اللہ پر لگ جائے گی۔ ایسے ناقص خدا کو انسان کیسے اپنا دل دے گا، اپنا معبود بنائے گا، اس کے آگے ہاتھ پھیلائے گا، جس کی خدائی میں اس کی اجازت کے بغیر جس کا جو دل چاہے کرتا پھرے، اور اسے یہ پتہ ہی نہ ہو کہ کل کیا ہو گا۔

آخری بات یہ کہ، اس کے بعد بھی اگر آپ کو کوئی تضاد نظر آئے یا عقدہ لاینحل رہ جائے تو کھوج کرید سے رک کر آمنت باللہ کہیں۔ ورنہ بات وہیں پہنچے گی کہ پھر خدا کو کس نے پیدا کیا۔ اسی لیے قضا و قدر کے بارہ میں بحث و مباحثہ ناپسند کیا گیا ہے۔

آپ غور کریں گے تو تشفی کے لیے یہ نکات انشاء اللہ کافی ہوں گے۔ باقی رموزِ غیب کی پوری کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ (خ۔ م)

جماعت اور افراد کے اعمال

بحوالہ جسارت فرائیڈے سپیشل، آپ کے اس خیال سے میں بہت سوچ کے بعد بھی اتفاق نہ کرسکا کہ جماعتوں کو اپنے افراد کے کردار کے لیے جواب دہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس منطق کے مطابق پولیس والے خود جرائم میں ملوث ہوں تو محکمہ اور دوسرے ذمہ دار افراد بری الذمہ ہوں گے؟ جماعت اسلامی، مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی میں کچھ فرق قائم رہ سکے گا؟ آپ آج کل جماعت کے ذہنی قائدین میں سے ہیں لیکن، اگر قیادت کی فکر یہی ہے تو۔

کارطفلاں تمام خواہد شد!

شاید انٹرویو میں میری بات آپ پر پوری طرح واضح نہ ہوسکی۔ ورنہ یہ بات تو دین کے معروف بنیادی اصول پر مبنی ہے۔

میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ جماعتِ اسلامی، اپنے اندر اور باہر، دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور تعلیم و تزکیہ کی ذمہ دار نہیں۔ بلکہ صرف یہ کہ وہ اپنے سے وابستہ افراد کے اعمال کے لیے مسئول، قابلِ ملامت اور موردِ الزام نہیں، اِلّا یہ کہ یہ اس کی اجازت سے ہوں اور وہ ان پر مناسب کارروائی نہ کرے۔

معاشرہ، ریاست، ادارہ، جماعت یا فرد اس بات کے لیے تو ذمہ دار ہے کہ وہ اپنی بسلط بھر نیکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی دعوت دے، نیکی پر چلانے کی کوشش کرے، تعلیم و تزکیہ کا کام کرے، اور جہاں اختیار ہو وہ اجتماعی طور پر نیکیاں نافذ کرے۔ اس کے تحت کوئی فرد غلطی کرے، تو جہاں شرعی تقاضا ہو وہاں سزا دے (اگر اس کا حکم چلتا ہو)، ورنہ اصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اصولوں اور حکمت کے مطابق تادیب کرے، تنبیہہ کرے، یا معاف کردے۔

لیکن ہر فرد اپنے نیک و بد اعمال کے لیے خود ہی ذمہ دار ہے، اور خود ہی مسئول اور قابل ملامت، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ دین کا اتنا معروف و مسلّمہ اصول ہے کہ اس کے لیے کسی دلیل کی بھی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ، لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى، وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا، لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ، لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ، فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا**، وغیرہ وغیرہ۔

جب کوئی فرد گناہ کرتا ہے، تو دوسرا فرد یا جماعت اس کے لیے اسی حد تک ذمہ دار ہے جس حد تک وہ اس گناہ کا باعث ہے، یا اس میں شریک۔ اور دوسرے کی اس ذمہ داری سے اس کی اپنی جواب دہی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

کیوں کہ ہر شخص امتحان گاہ میں ہے اور اپنے عمل کے لیے مختار، اس لیے کوئی نظامِ تربیت، کوئی نظامِ تعزیر، کوئی نظامِ جماعت، کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ مزکّی، یہاں تک کہ خود نبی و رسول بھی، اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتے کہ ان کے ساتھ، یا ان میں شامل، کوئی فرد گناہ نہیں کرے گا۔ نہ وہ، اس کے گناہ کرنے کی صورت میں، اس کے لیے موردِ الزام اور جواب دہ ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔

انبیا اور رسل پر بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان سے بڑھ کر مزکّی کون تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کے لیے، حضرت لوطؑ اپنی بیوی کے لیے، ذمہ دار اور مورد الزام نہیں ٹھہرائے گئے۔ مدینہ کے اوّلین معاشرہ میں، یا یوں کہیے کہ اس وقت کی جماعتِ اسلامی کے ارکان میں، لوگوں سے زنا کا جرم بھی سرزد ہوا، چوری کا بھی ہوا، میدانِ جنگ سے پلٹ آنے کا بھی ہوا، افک کا بھی ہوا --- لیکن ان میں سے کسی کے لیے حضورؐ یا آپؐ کی جماعت اور معاشرہ کو ملامت نہیں کی گئی۔ آپؐ کی طرف سے یہ کافی تھا کہ آپؐ نے گناہ کو گناہ بتایا، ان سے روکا، سرزد ہوئے تو مناسب کارروائی کی۔ آپ بلاغ اور شہادت کے لیے ذمہ دار تھے۔ عرفات میں اسی کی گواہی پر آپؐ نے بات ختم کردی۔

سوچیے، اگر آج جماعتِ اسلامی کے کسی رکن سے خدانخواستہ زنا کا گناہ سرزد ہوجائے تو کیا طوفان نہ مچے گا۔ (اور انسان ہونے کی حیثیت سے اس کا امکان تو ہروقت موجود ہے)۔ "جماعت

بقیہ بر صفحہ ۲۵

© rasailojaraid.com